JOURNAL OF ISLAMIC AND RELIGIOUS

OPEN ACCESS
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, Vol.: 10, Issue: 1, Jan – June 2025,
DOI: 10.36476/JIRS.10:1.06.2025.09, PP:1-14

انٹرنیٹ کے دور میں نوجوانوں کو درپیش اخلاقی مسائل اور ان کا حل

Youth and Ethical Crises in the Age of the Internet: Causes, Impacts, and Solutions

Zunaira Nawaz
BS Student, Department of Islamic Studies,
Govt. Post Graduate College for Women, Haripur
Sumaira Bibi
BS Student, Department of Islamic Studies,
Govt. Post Graduate College for Women, Haripur
Rameesha Sehar
BS Student, Department of Islamic Studies,
Govt. Post Graduate College for Women, Haripur

Version of Record Online/Print:
30-06-2025

Accepted:
30-05-2025

Received:
30-01-2025

Abstract

This article discusses the moral challenges facing the younger generation. In today's era of the Internet, young people are encountering numerous moral issues, leading to the deterioration of their character and the weakening of high moral qualities such as truthfulness, shame, and modesty. One of the major causes of these moral problems is excessive leisure time. This article explores the root causes of this issue and suggests effective ways to manage and utilize time productively. Another critical issue severely affecting today's youth is the easy access to pornographic material. This article examines why such content has become so readily available to young people, highlights the underlying reasons, and presents a comprehensive solution to overcome this challenge. Additionally, the negative impact of bad company is discussed, along with its remedy based on Islamic teachings. Another important issue discussed in detail in the article is the misconceptions about Islam. The underlying reasons for the youth's growing doubts about Islam are examined, and a comprehensive solution is presented in the light of the Qur'an to help reform their moral inclinations. All the solutions mentioned in this article are derived from authentic religious sources and can be instrumental in the moral growth of the youth. By following these guidelines, young people can not only strengthen their bond with Allah Almighty but also protect themselves from the harmful influences of social media.

Keywords: *internet, youth, moral, issues, leisure, pornographic content, bad company, misconceptions*

CC BY

تعارف

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو انسان کے انفرادی، اجتماعی، جسمانی، روحانی اور اخلاقی زندگی کے تمام پہلوؤں پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔انسان کی فطرت میں خیر و شر کی پہچان موجود ہوتی ہے جو اس میں اللہ کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے اور اسی بناء پر انسان کو اشرف المخلوقات بھی کہا جاتا ہے مگر اس کی رہبری اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالی نے آسمانی کتابیں نازل فرمائیں اور انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جس کا اختتام خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر ہوا۔

اسلام میں ایمان کے بعد نیک اعمال کی بڑی اہمیت ہے اور انسان کی کامیابی کے لیے ایمان اور عمل دونوں کا یکجا ہونا ضروری ہے صرف کسی ایک پر اکتفا کر لینے سے نجات کامل نہیں مل سکتی جیسا کہ قرآن کریم میں بارہا الّذِینَ آمَنُوا کے ساتھ وَعَمِلُوا الصّالِحَاتِ کا ذکر آیا ہے۔ عمل صالح ایک جامع اصطلاح ہے جو عبادات، اخلاق اور معاملات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

ہر وہ نیک عمل جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالی سے ہو وہ عبادت کہلاتا ہے۔ جبکہ وہ اعمال جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے ان کی دو اقسام ہیں ایک اخلاق اور دوسرا معاملات۔

اخلاق ایسے اصول ہیں جنہیں انسان پر بطور فرض لازم کیا گیا ہے اور معاملات وہ امور ہیں جن پر شریعت کی رو سے قانونی جواب دہی بھی لازم آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اخلاقیات کو صرف معاشرتی رسم و رواج کا درجہ حاصل نہیں بلکہ اسے انسان کی شخصیت سازی کا بنیادی ستون تصور کیا گیا ہے جو انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کو سنوارتی ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"[1]

"بے شک مجھے بلند اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے"

چنانچہ بعثت کے وقت سے ہی آپ ﷺ نے اپنے اس فرض کی انجام دہی شروع کر دی تھی۔ مکی دور کے آغاز میں جب حضرت ابوذر غفاری کو یہ خبر ملی کہ مکہ میں ایک شخص اللہ کے نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں جا کر اس نئے دین اور نبی کے بارے میں معلومات لائیں جس پر آسمان سے وحی آتی ہے، انیس مکہ آئے اور جب واپس گئے تو ابوذر نے ان سے مزید تفصیل پوچھی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں، تو انہوں نے کہا:

"رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَيَقُولُ كَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ"[2]

"میں نے اس (نبی) کو بلند اخلاق کا حکم دیتے دیکھا اور وہ ایسی باتیں کہتا ہے جو شاعری نہیں ہیں۔"

یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا بنیادی مقصد اخلاق کی اصلاح اور بہتری تھا۔ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی امتِ مسلمہ بالخصوص نوجوان نسل کو انہی نبوی اخلاق کی اشد ضرورت ہے، کیونکہ موجودہ دور میں جدید انٹرنیٹ ٹیکنالوجی نے دنیا کے مختلف حصوں کو اس قدر قریب کر دیا ہے کہ فاصلوں کا احساس باقی نہیں رہا اور جہاں نوجوان ہر لمحہ نئی معلومات، تصاویر اور ویڈیوز میں مشغول نظر آتے ہیں۔

بظاہر تو یہ ترقی علم اور رابطے کا ذریعہ بنی لیکن اس کے بہت سے منفی اثرات نے نوجوانوں کے اخلاقی بنیادوں کو پوری طرح سے متاثر کیا ہے۔ وقت کا ضیاع، فحش مواد تک رسائی، جھوٹ، بدزبانی، حسد، شہرت کی حرص، بے حیائی کی ترویج اور دوسروں کی

کردار کشی جیسے کئی اخلاقی مسائل انٹرنیٹ کے ذریعے فروغ پا رہے ہیں جنہوں نے نوجوانوں کے اخلاق کو بری طرح متزلزل کر دیا ہے۔

اسلامی تعلیمات نوجوانوں کو پاکیزہ کردار، سچائی، شرم وحیا، صبر، عدل، اخلاص، ایثار اور حسنِ سلوک کی طرف بلاتی ہیں، مگر انٹرنیٹ کی وجہ سے نوجوان اس سب سے دور ہو رہے ہیں اور اخلاقی لحاظ سے نیچے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں نہ صرف وہ اپنے خالق سے دور ہو رہے ہیں بلکہ والدین، اساتذہ اور معاشرے سے بھی ان کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ انٹرنیٹ کے زیر اثر نوجوانوں کو درپیش اخلاقی چیلنجز کی نشاندہی کی جائے، ان کے اسباب و اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ایسے مسائل کا جواب دیا جائے تاکہ ایک باشعور و بااخلاق نسل کی تشکیل ممکن بنائی جاسکے۔

موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

انٹرنیٹ کے دور میں نوجوانوں کے اخلاقی بگاڑ کے اسباب اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا حل کیا ہے؟

منہج تحقیق

اس تحقیق میں بیانیہ انداز اختیار کیا گیا ہے جس کے ذریعے نوجوانوں کو درپیش اخلاقی مسائل کو بیان کیا گیا ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیق کی روشنی میں جائزہ

اس موضوع پر اس سے قبل بھی متعدد تحقیقی کاوشیں سامنے آچکی ہیں، جیسے کہ ڈاکٹر اُم سلمیٰ کا مقالہ "ذرائع ابلاغ کا کردار اور اس کے انفرادی و معاشرتی اثرات: سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں تحدیدات"، ڈاکٹر پیرل خان کا مقالہ "سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی اثرات: قرآن وسنت کی روشنی میں"، اور رخمتوف نورالدین نگداموویچ کا مقالہ "نوجوان اور سماجی واخلاقی مسائل: بطورِ بنیاد برائے روحانی اور تعلیمی پالیسی"، جس کا شمار اس موضوع پر لکھے گئے بہترین مقالوں میں ہوتا ہے۔اسی طرح ہوئیژونگ پینگ کا مقالہ "سوشل میڈیا کے انسانی زندگی پر منفی اثرات" اور مس سلمیٰ رزاق کا مقالہ "مسلم معاشروں پر مغربی فکر کے اثرات" بھی اس موضوع پر اہم اور قابلِ قدر علمی کاوشیں ہیں۔

دیگر مقالہ جات میں نوجوانوں کے مسائل کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ زیرِ نظر مقالہ میں خاص طور پر انٹرنیٹ کے حوالے سے درپیش نوجوانوں کے مسائل کا گہرائی سے جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے حل قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔

اخلاق کے لغوی معنی:

"اخلاق کا لفظ خلق سے ماخوذ ہے جو کہ جمع کی صورت ہے جس کے معنی پسندیدہ عادت، اچھی خصلت، خوش خوئی، اچھا برتاؤ، ملنساری، کشادہ پیشانی، خاطر مدارت اور آؤ بھگت کے ہیں"[3]

"لغت میں اس کا معنٰی ہے: "الخلق والخلق"۔ یعنی طبعی خصلت، طبیعت، مروت اور عادت۔"[4]

اخلاق لفظ خ ل ق کے مادے سے مشتق ہے اور یہ لفظ خَلْقٌ اور خُلُقٌ دونوں اصل میں ایک ہی ہیں جیسے:

شَرْبٌ وشُرْبٌ وَ صَوْمٌ وصُوْمٌ، یہ الفاظ سننے میں ایک جیسے لگتے ہیں مگر خَلق کا تعلق انسان کے ظاہری وجود سے ہے جبکہ

خُلق اس کے باطن یعنی اخلاق اور روحانی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے اور انسان اپنے انہی دونوں پہلوؤں کا مجموعہ ہے ایک جسم اور دوسری روح۔ [5]

جسم کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے جب کہ روح کو دل کی بصیرت سے سمجھا جاتا ہے۔ جیسے جسم کی ایک خاص شکل ہوتی ہے ویسے ہی روح کی بھی ایک خاص حالت اور کیفیت ہوتی ہے جو اچھی یا بری ہو سکتی ہے لیکن روح جسم کے مقابلے میں اعلیٰ اور افضل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے روح کو اپنی طرف منسوب فرمایا جس سے اس کا افضل ہونا ظاہر ہو گیا ارشاد باری تعالی ہے :

"إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُواْ لَهُۥ سَٰجِدِينَ (سورت ص : 72-71)"

"جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں ایک بشر کو کھنکھناتی ہوئی، سیاہ بدبودار مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں، تو تم سب اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جسم کی نسبت مٹی کی طرف جب کہ روح کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ انسان کا جسم مٹی سے جڑا ہوا جب کہ اس کی روح کا تعلق اللہ سے ہے۔ [6]

اصطلاحی معنی:

اخلاق کے حوالے سے امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اخلاق نفس کی وہ ہیئت راسخہ ہے جس سے افعال باآسانی اور بلاتامل صادر ہوں۔ اگر صادر ہونے والے اعمال عقلاً و شرعاً عمدہ ہوں تو ہیئت کا نام حسن خلق ہے اور افعال برے ہوں تو اس ہیئت کا نام بد خلقی ہے۔" [7]

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ خلق کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"خلق کا لفظ باطنی قوت اور انسان کی عادتوں و خصلتوں کے لیے بھی لیا جاتا ہے" [8]

غرض کہ اخلاق ان اچھی عادتوں اور خوبیوں کا نام ہے جو کسی انسان کی طبیعت کا ایسا حصہ بن جائے کہ وہ ہر دن کے کاموں میں ظاہر ہوں اور اچھے اخلاق کے ذریعے انسان آسانی سے یہ جان پاتا ہے کہ کون کون سا عمل قابل تعریف ہے اور کون سا ناپسندیدہ۔ اخلاق صرف کسی ایک اچھی بات یا صفت کا نام نہیں بلکہ یہ کئی اعلیٰ انسانی خوبیوں کا مجموعہ ہے ان میں سے کوئی ایک صفت اپنا لینا کافی نہیں بلکہ تمام اچھی صفات کو ان کے اصل طریقے سے اپنانا حسن اخلاق ہے۔

انٹرنیٹ

"انٹرنیٹ سے مراد کمپیوٹر کا بین الاقوامی مربوط نظام ہے" [9] موجودہ دور میں انٹرنیٹ نے خاص مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ ہر عمر کے افراد شعوری یا غیر شعوری طور پر انٹرنیٹ پر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گزار رہے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ہر چیز کو دو طریقوں سے دیکھا جاتا ہے یعنی ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں اسی طرح ٹیکنالوجی کے بھی بہت سے فوائد و نقصانات ہیں۔

دور حاضر میں نوجوانوں کو بہت سے اخلاقی مسائل کا سامنا ہے ان میں سے کچھ اہم مسائل اور ان کے حل مندرجہ ذیل

ہیں:

i. **فراغت:**

نوجوانوں کی تباہی کی اصل وجہ فراغت ہے اور فراغت کا مطلب ہے ضروری اور بامقصد مصروفیات کی کمی اور مسلسل فراغت نوجوانوں کو سست اور کاہل بنادیتی ہے جب نوجوان کسی مثبت کام میں مصروف نہیں ہوتے تو وہ گناہوں کے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ جسم انسانی کو اصل میں اللہ تعالی نے متحرک بنایا ہے لیکن جب انسان کچھ کرنے کے بجائے بیکار بیٹھتا ہے تو اس کی سوچیں بھٹکتی ہیں اور پھر سوچ کے بھٹکنے کا نتیجہ شدت جذبات کی بدولت بے راہروی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

حل:

اسلام فراغت کو پسند نہیں کرتا اور جیسا کہ آپ ﷺ نے نوجوانوں کو وقت کو غنیمت جاننے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

> "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو تنگدستی سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے، اپنی زندگی کو موت سے پہلے[10]"

اس کا حل یہ پیش کیا گیا ہے کہ نوجوانوں کو مفید و بامقصد سرگرمیاں فراہم کی جائیں اور ان کی ذہنی و اخلاقی تربیت کی جائے تاکہ ان میں اپنے فرائض کو نبھانے کا احساس پیدا ہو اور وہ اپنے مقصد حیات کو نظرانداز نہ کریں کیونکہ جب تک نوجوان اپنے مقصد کو صحیح طور پر نہیں سمجھیں گے وہ بے راہ روی اور لاپرواہی کا شکار رہیں گے۔

"ایک دفعہ پھر ان کی روح بیدار کی گئی تو نوجوان ثابت قدم پختہ ایمان رکھنے والے اور اسلام کے پیغام کی ادائیگی میں استقامت دکھانے والے بن جائیں گے جو عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے ہمیشہ تیار رہیں گے ایک دفعہ پھر ان کی روح بیدار کی گئی وہ مومن گروہ جو ابتدائے اسلام میں دارارقم میں تھا وہ کون تھے؟ وہ نوجوان ہی تھے "[11]

جب نوجوانوں کو ان کا اصل مقصد حیات یاد دلایا جائے گا تو وہ غفلت اور بے مقصد زندگی سے بیدار ہو کر اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔

انسان کے فارغ رہنے کی ایک اہم وجہ سستی بھی ہے اور جب انسان پر سستی طاری ہو جائے تو اس کا کسی بھی کام میں دل نہیں لگتا اس لیے ضروری ہے کہ اس نقصان دہ عادت سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگی جائے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے سستی سے نجات پانے کی ایک دعا بتائی ہے:

> "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے، بزدلی اور بڑھاپے کی ذلیل حدود میں پہنچ جانے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے "[12]

ii. **انٹرنیٹ کے ذریعے فحش مواد کی یلغار، نوجوانوں کی اخلاق کی تباہی کے اسباب اور حل:**

آج کل کے نوجوانوں کو ان مسائل میں سے سب سے زیادہ جو مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے فحش مواد تک رسائی انتہائی آسان بنادی ہے جس کے نتیجے میں یہ مناظر کھلے عام سامنے آجاتے ہیں اور بہت سے نوجوان اس برائی

میں پھنس جاتے ہیں اور اس میں مبتلا ہونے کی ایک اہم وجہ ذہنی دباؤ ہے جسے کم کرنے کے لیے نوجوان اس قسم کے مواد کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

کیا اس پہلو کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوئی ہے کہ موجودہ دور میں نوجوانوں کے لیے فحش مواد تک رسائی اتنی آسان کیوں بنادی گئی ہے؟

یہ سب اسلام مخالف قوموں کی سازشیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک عورت کو ایک ایسا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جو فتنے کو ہوا دینے اور اخلاق کو خراب کرنے کے لیے سب سے مناسب اور موثر ہے۔

"استعماری اقطاب کہ ایک طبقے نے یہ نقطہ پیش کیا ہے کہ شراب کا گلاس اور گانے والی عورت اُمت محمدیہ کو ختم کرنے کے لیے ایک ہزار توپ سے بہتر ہے بس انہیں مادیت اور شہوت کی محبت میں غرق کردو" [13]

یہ ایک سازش تھی اور مسلمان نوجوان اس کا شکار ہو گئے ہیں جس نے ان کی سوچ کو دنیاوی چیزوں کی طرف موڑ دیا ہے آج نوجوان علم دولت اور سب کچھ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں اس چیز نے ان کے اخلاق کو بری طرح سے متاثر کر دیا ہے اور سچائی حیا اور امانت جیسی صفات ان کی زندگی سے ختم ہوتی جارہی ہیں۔

حل:

اس کا حل یہ ہے کہ سب سے پہلے نوجوانوں کے دل و دماغ میں یہ بات بٹھانی ہوگی کہ یہ مغربی سازش ہے کیونکہ اسلام مخالف قومیں جانتی ہیں کہ نوجوان کسی بھی قوم یا مذہب کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتے ہیں اور تاریخ میں جو بھی بڑے بڑے انقلابات آئے ہیں نوجوانوں ہی کی وجہ سے آئے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

> "حضرت علی رضی اللہ عنہ بوقت غزوہ خیبر آپ ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے، پھر انہوں نے سوچا میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لشکر سے جا ملے، جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا (یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ اتفاقاً حضرت علیؓ آگئے، حالانکہ ان کی آمد کی توقع نہیں تھی۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ علیؓ ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ میں علم تھمایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے خیبر کو فتح فرمادیا۔" [14]

نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے:

> "نبی کریم ﷺ نے ایک فوجی مہم روانہ کی، جس کی قیادت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔" [15]

"تاریخ کتب سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ صحابی اس وقت نوجوان تھے[16]"

دشمنانِ اسلام نے امت مسلمہ کو کمزور کرنے کی غرض سے ہمیشہ نوجوان نسل کو اپنے فریب کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

جیسے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

"يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (سورة الصف: 8)

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کی تکمیل کرکے رہے گا، چاہے کافروں کو یہ بات کتنی بری لگے"

سب سے پہلے نوجوانوں کو یہ نظریہ سمجھنا ہوگا پھر ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے کیونکہ اس مسئلے کا حل صرف ایک عمل یا تدبیر میں پوشیدہ نہیں ہے۔

نماز کی پابندی:

اگر کوئی شخص اس گناہ میں مبتلا ہو چکا ہے اور اب اس کے دل میں ندامت نے جگہ لے لی ہے تو یہی رجوع الی اللہ کا پہلا قدم ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب انسان اس گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ سب سے پہلے نماز سے دور ہو جاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ واپس اللہ کی طرف لوٹنے کے لیے سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ انسان نماز سے اپنا رشتہ دوبارہ جوڑے کیونکہ یہی عبادت اسے برے کاموں اور غلط راستوں سے بچاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ:

"إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ" (سورة العنكبوت : 4)

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

روزے کا اہتمام:

نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنی شہوانی خواہشات پر قابو پانے کے لیے کثرت کے ساتھ روزے رکھیں کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی قوت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے یہ عمل نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی قوت نہ رکھے تو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔"[17]

نکاح

سب سے آسان حل یہ ہے کہ نوجوانوں کو نکاح کی طرف لایا جائے کیونکہ انسانوں میں اللہ تعالی نے یہ ایک فطری خواہش ڈال دی ہے اب یہ فطری خواہش اگر حلال طریقے سے پوری ہو جائے تو نوجوان حرام ذرائع کی طرف جانے سے بچ جائیں گے حدیث میں ہے:

"ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی صاحب طاقت ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بدفعلی سے

محفوظ رکھنے کا یہ ذریعہ ہے"

استغفار کی کثرت:

اگر عبادات میں مشغول رہنے کے باوجود گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً سچے دل سے توبہ کریں اور جب بھی گناہ ہو جائے ہر بار سچے دل سے توبہ کرنا ضروری ہے اور بار بار رجوع کرتے رہیں اور توبہ کا یہ عمل مسلسل جاری رکھیں حتی کہ شیطان آپ کے عزم سے مایوس ہو جائے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

"ہر بنی آدم (انسان) گناہ کرتا ہے، اور گنہگاروں میں سے بہترین وہ ہے جو توبہ کرتا ہے۔"[18]

نگاہوں کی حفاظت:

اسلام میں نوجوانوں کو نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے تو نوجوانوں کو چاہیے کے اپنی نظروں کی حفاظت کریں اور غیر ضروری اور ایسی چیزوں کو دیکھنے سے اجتناب کریں جو کہ شہوانی خواہشات کو بڑھاتی ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک نظر (حرام چیز کو دیکھنا) شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص اللہ کے خوف سے اسے ترک کر دے، اللہ اسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"[19]

یہ ایک سنگین مسئلہ ہے لیکن اس کا حل بھی ناممکن نہیں ہے اگر نوجوان اس جامع حکمت عملی کو اپنائیں تو وہ اس گناہ سے بچ سکتے ہیں۔

iii. انٹرنیٹ کے ذریعے غلط صحبت نوجوانوں کی اخلاقی گمراہی کا ذریعہ:

نوجوانوں کی گمراہی کا ایک اور اہم سبب بری صحبت ہے کیونکہ انسان کے ذہن پر اثر ڈالنے والی چیزوں میں صحبت سب سے زیادہ اثر انگیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ صلاحیت ودیعت کی ہے کہ وہ دوسروں کے خیالات وحالات سے بے حد تیزی اور قوت کے ساتھ بغیر کسی خاص کوشش کے متاثر ہو جاتا ہے چاہے وہ اچھا اثر ہو یا برا اسی لیے نیک صحبت بہت فائدے کی چیز ہے جبکہ بری صحبت بہت نقصان کی چیز ہے۔

چونکہ صحبت انسان کے کردار پر اور اس کے وجود پر اثر انداز ہوتی ہے اسی لیے ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"آدمی اپنے دوست کے دین (طور طریقے) پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔"[20]

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

"اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والا اور بھٹی دھونکنے والا۔ مشک بیچنے والے سے یا تو تمہیں خوشبو ملے گی، یا تم خود اس سے خرید لوگے، یا کم از کم تمہیں اچھی خوشبو محسوس ہوگی۔ جبکہ لوہار کی بھٹی دھونکنے والے کی صحبت میں یا تو تمہارے کپڑے جل جائیں گے یا تمہیں ناپسندیدہ بدبو ملے گی۔"[21]

حل:

حل اس کا یہ ہے کہ ایسے افراد کی سنگت اپنائی جائے جو نیکی اور دانائی کی باتوں میں رہنمائی فراہم کر سکیں تاکہ ان سے مثبت چیزیں اور باتیں سیکھنے کا موقع ملے اور اچھی صحبت وہی ہوتی ہے جہاں دین کی ضروری باتوں کا علم ہو، عقیدہ صحیح ہو، شرک، بدعت اور فضول رسم و رواج سے بچنے والا ہو۔ عبادات کا پابند ہو، خاص طور پر نماز اور روزے کا۔ اس کے معاملات درست ہوں، لین دین میں دیانت دار ہو، حلال و حرام کی تمیز رکھتا ہو۔ اس کا ظاہر بھی خوش اخلاق ہو، نرم مزاج اور عاجز ہو، کسی کو بلا وجہ تکلیف نہ دیتا ہو، محتاجوں اور غریبوں کو حقیر نہ سمجھے۔ اس کا دل رب کی محبت اور اس کی ناراضگی کے احساس سے لبریز ہو، دنیا کی لالچ نہ ہو، دین کی خاطر مال، آرام یا عزت کی پروا نہ کرے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور ہر حال میں صبر اور شکر کرنے والا ہو۔

اگر کسی فرد میں یہ خصوصیات پائی جائیں تو اس کی صحبت بہت قیمتی ہے۔ اور اگر کسی کو یہ باتیں پہچاننی مشکل ہوں تو وہ دیکھے کہ جنہیں زمانے کے دیندار لوگ نیک سمجھتے ہیں، اگر وہ کسی شخص کی تعریف کرتے ہوں اور اس کے ساتھ چند بار بیٹھنے سے دل برائی سے ہٹ کر نیکی کی طرف مائل ہو جائے، تو سمجھ لو وہ نیک ہے، اور اس کی صحبت اختیار کرو۔[22]

iv. اسلام سے متعلق بدگمانیاں:

دورِ جدید میں اہلِ مغرب نے اور ان کے فلسفے نے اسلام سے متعلق کچھ ایسے اعتراضات اٹھائے ہیں جن کی بناء پر نوجوان نسل اسلام سے بدگمان ہو گئی ہے انہوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے آزادی چھین لیتا ہے اور ایسی حدود و قیود لگاتا ہے کہ انسان اس ترقی کے دور میں بہت پیچھے رہ جاتا ہے اور اسطرح اس کے ماننے والے اپنی صلاحیتوں کا کھل کر اظہار نہیں کر سکتے اور اس تیز رفتار دور میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور یوں اسلام اپنے ماننے والوں کی دنیاوی کامیابیوں کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے

اور اس سب کی بنیادی وجہ دین کے اصل پیغام سے لاعلمی اور غلط فہمیاں ہیں اور یوں مسلمان نوجوانوں کی اکثریت دشمن کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئی ہے۔

حل:

اس الجھن کا ازالہ اسی وقت ممکن ہے جب نوجوانوں کو دینِ اسلام کی اصل روح اور درست فہم سے آگاہ کیا جائے کیونکہ آج کل بہت سے نوجوان اس سے صحیح طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جن کو کچھ علم ہے تو وہ بھی نامکمل نتیجتاً، ناقص معلومات اور غلط تصورات کی بنا پر بہت سے نوجوان اسلام سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اگر ہر فرد کو اس کی خواہش کے مطابق مکمل آزادی دے دی جائے تو معاشرتی توازن بگڑ جائے گا، کیونکہ جو شخص کسی قاعدے یا قانون کا پابند نہ ہونا چاہے، وہ بالواسطہ دوسروں کے حقوق پر دست درازی کا خواہاں ہوتا ہے، اور اس کا انجام جنگل کے اصولوں پر مبنی نظام ہوتا ہے۔ اسی لیے نظم و ضبط انسانی زندگی میں بہت ضروری ہے اور قرآن پاک میں بھی اللہ تعالی نے دینی احکام (جو نظم و ضبط کے لیے ہیں) کو حد کہا ہے۔

جب کسی چیز کو ممنوع قرار دینے کا ارشاد نازل ہوا تو اس کے متعلق یہ فرمایا گیا:

"تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا" (سورة البقرة :187)

"یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں، لہٰذا ان (کی خلاف ورزی) کے قریب بھی مت جانا"

جب کسی عمل کو انجام دینے کی ہدایت دی گئی تو ارشاد ہوا:

"تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا" (سورة البقرة :229)

"یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں، لہٰذا ان سے تجاوز نہ کرو"

قید اور نظم و ضبط کے درمیان فرق ہے اور نوجوانوں کو یہ فرق اچھی طرح سمجھانا ہوگا کہ اگر اصول و ضوابط کو نظرانداز کیا جائے تو کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا، نظم و ضبط تو ہر بات میں لازمی امر ہے خود انسانی فطرت بھی کسی نہ کسی درجے میں نظم و ضبط ہے، جیسے بھوک اور پیاس اسے کھانے پینے پر آمادہ کرتی ہے، اور وہ اپنی جان اور صحت کی حفاظت کے لیے کچھ اصولوں پر عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور اس نظم و ضبط کی پابندی کرتا ہے۔

اور انسان کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ کھانے پینے میں بھی ایک حد کا خیال رکھتا ہے۔ وہ نہ تو خراب یا بدذائقہ چیز کھاتا ہے، اور نہ ہی ایسی اشیاء کو خوراک بناتا ہے جو اس کے لیے نامناسب ہوں، جیسے گھاس یا گندہ کھانا۔ اسی طرح انسان صرف کھانے میں ہی نہیں، بلکہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی کچھ اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔ وہ اپنے معاشرے، رہائش، لباس، اور رسوم و رواج کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اگر کوئی ان طے شدہ طریقوں کو توڑتا ہے تو معاشرہ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

درحقیقت، پوری زندگی میں انسان کو مختلف اصولوں اور پابندیوں کا سامنا ہوتا ہے تاکہ نظام ٹھیک طریقے سے چلتا رہے۔ اسی وجہ سے معاشرتی نظام کو درست رکھنے کے لیے ہر فرد کو کچھ ذمے داریاں نبھانا پڑتی ہیں، اور کوئی بھی ان سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ یہ بات یہاں سے بھی واضح ہوتی ہے کہ امت کی کامیابی کے لیے شریعت کے بنائے ہوئے اصولوں پر چلنا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اسلام آزادی چھین لیتا ہے، تو یہ بات حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔

اسلام انسان کی صلاحیتوں کو دبانے کے بجائے انہیں نکھارنے اور بہتر بنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ دین ہمیں سوچنے، سمجھنے اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ انسان اپنی عقل کو استعمال کرے اور اس کی سمجھ بوجھ مزید بڑھتی چلی جائے۔

نیز فرمایا:

"قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا" (سورة سبا : 46)

"(اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ: میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں، اور وہ یہ کہ تم چاہے دو دو مل کر اور چاہے اکیلے اکیلے اللہ کی خاطر اٹھ کھڑے ہو، پھر (انصاف سے) سوچو"

اسلام نہ صرف سوچنے اور سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ ایسے لوگوں کی سرزنش بھی کرتا ہے جو عقل و فکر سے کام نہیں لیتے جیسے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ ۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ" (سورة الاعراف : 185)

"اور کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پر اور اللہ نے جو جو چیزیں پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا، اور یہ (نہیں سوچا) کہ شاید ان کا مقررہ وقت قریب ہی آ پہنچا ہو؟ اب اس کے بعد آخر وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟"

اسلام نے انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف اس لیے متوجہ کیا ہے تاکہ اس کی صلاحیتیں نکھر سکیں۔ اسی طرح ایسی تفریح جو دین، جسم یا روح کو نقصان نہ پہنچائے، وہ جائز ہے۔ اسلام نے پاکیزہ اور فائدہ مند چیزوں کو حلال قرار دیا ہے تاکہ انسان صحت مند اور خوش باش زندگی گزار سکے جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ" (سورة البقرة : 172)

"اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو"

اسی طرح اسلام نے وہ تمام لباس جائز رکھے ہیں جو انسان کی فطری ضرورت اور حیاء کے دائرے میں آتے ہوں جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ" (سورة الاعراف : 26)

"اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے"

اسلام نے کاروبار کے معاملے میں بھی اپنے پیروکاروں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اچھے طریقے سے استعمال کریں، اور باہمی رضامندی سے ہر جائز تجارت کریں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے :

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (سورة البقرة : 275)

"اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے"

"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ" (سورة الجمعة : 10)

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

کیا اب بھی کسی کے لیے یہ کہنا ممکن ہے کہ اسلام انسان کی قابلیتوں کو دبانے والا دین ہے؟[23]

حاصل کلام

- فراغت نوجوانوں کے اخلاقی زوال کی بنیادی وجہ ہے کیونکہ اس کے باعث وہ بامقصد سرگرمیوں سے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں اور ذہنی دباؤ کے باعث غلط کاموں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

- فحش مواد تک آسان رسائی نوجوانوں میں اخلاقی زوال کا سبب بن رہی ہے جس کی پیچھے مغربی سازشیں بھی کارفرما ہیں۔
- بری صحبت نوجوانوں پر براہ راست اثر ڈالتی ہے جو اکثر دین سے دوری کا سبب بنتی ہے۔
- اسلام سے متعلق بدگمانیاں اسلامی تعلیمات سے ناآشنائی اور مغربی پروپیگنڈے کہ سبب پیدا ہو رہی ہیں۔ جس سے نوجوان اپنی دینی شناخت کھو رہے ہیں۔
- انٹرنیٹ کے مثبت پہلو ہونے کے باوجود اس کا غلط استعمال نوجوانوں کے اخلاقی بگاڑ کا ایک بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔

ان مسائل کا حل اسلامی تعلیمات، نیک صحبت، عبادات اور دینی تربیت سے ہی ممکن ہے۔

سفارشات

- فراغت سے بچاؤ کے لیے نوجوانوں کو مفید اور دینی سرگرمیوں میں مشغول رکھا جائے اور انہیں مقصد حیات سے روشناس کروایا جائے۔
- فحش مواد کے سدباب کے لیے دینی تربیت، نماز اور روزے کی پابندی، نکاح کو آسان بنانے اور سچے دل سے توبہ و استغفار کی ترغیب دی جائے۔
- بری صحبت سے بچنے کے لیے صالح افراد کی صحبت اپنانے کی تلقین کی جائے تاکہ نیکی کی طرف رجحان بڑھے۔
- اسلام سے متعلق بدگمانیوں کو دور کرنے کے لیے نوجوانوں کو اسلام کے اعتدال پسند اور ترقی پسند پہلوؤں سے روشناس کروایا جائے۔
- انٹرنیٹ کے مثبت استعمال کی تعلیم دی جائے اور انٹرنیٹ کے استعمال میں اعتدال پیدا کیا جائے۔ اس تحقیق میں صرف بیانیہ منہج اختیار کیا گیا ہے، عملی مشاہدے یا سروے شامل نہیں کیے گئے آئندہ اگر کوئی اس موضوع پر کام کرنا چاہے تو نوجوانوں کے انفرادی تجربات پر کام کیا جا سکتا ہے اور "مسلم نوجوانوں کی ذہنی صحت اور انٹرنیٹ کا تعلق"، "سوشل میڈیا اور اسلامی تشخص کا باہمی اثر"، ان پہلوؤں پر مزید کام کیا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] Malik bin Anas, *Mu'aṭṭā Imām Mālik*, (Lahore: Qirtas Printers, 2006), Ḥadīth # 1612.

امام مالک بن انس، موطا امام مالک، مترجم علامہ وحید الزمان، قرطاس پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۶ء، رقم الحدیث: ۱۶۱۲

[2] Al-Bukhari, Muhammad bin Isma'il, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ,* (KSA: Maktabah Dār al-Islām, 1433 AH), Ḥadīth # 3861.

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مکتبہ دارلاسلام، سعودی عرب، ۱۴۳۳ھ، رقم الحدیث: ۳۸۶۱

[3] Mawlavi Fayroz Uddin, *Fayrawz-ul-Lughāt*, (Lahore: Feroz Sons), p. 74.

مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ص: ۷۴

4 Louis Ma'louf, *Al-Munjid,* ed. Abdul Hafeez Balyawi, (Lahore: Maktabah Qudusia, 2009), p. 219.

لوئیس معلوف، المنجد، مترجم عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۱۹

5 Raghib Asphani, *Mufradāt al-Qur'ān,* (Lahore: Sheikh Shams-ul-Haq, Vol. 1), p. 341.

امام راغب اصفہانی، مفردات القران، مترجم: شیخ شمس الحق، لاہور، ج: ۱، ص: ۳۴۱

6 Imam Abu Hamid Muhammad al-Ghazali, *Ihya' 'Ulum al-Din* (Karachi: Dar al-Isha'at, Vol. 3), p. 94.

ابو حامد محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، مترجم مذاق العارفین، دارالاشاعت، کراچی، ج: ۳، ص: ۹۴

7al-Ghazali, *Ihya' 'Ulum al-Din*, p. 94.

الغزالی، احیاء علوم الدین، ج: ۳، ص: ۹۴

8 Raghib Asphani, *Mufradat al-Qur'an*, 1: 341.

راغب اصفہانی، مفردات القران، ج: ۱، ص: ۳۴۱

9 Maulvi Ferozuddin, *Fayrawz-ul-Lughāt*, p. 132.

مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، ص: ۱۳۲

10Al-Hakim, Muhammad bin Abdullah, *Al-Mustadrak 'ala Al-Ṣaḥīḥayn*, (Lahore: Shabbir Brothers, 2013), Ḥadīth # 7846

محمد بن عبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الرقاق، شبیر برادر، لاہور، 2013ء، رقم الحدیث: ۷۸۴۶

11 Muhammad Sharif Bulgari, *Aṣar e Ḥāẓir me Nawjawāno kī Dhimmadāriyān*, (Dar al-Andalus, January 2004, 2nd ed.), p. 15

محمد شریف بلغاری، عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں، دارالاندلس، جنوری 2004ء، ط ثانی، ص: ۱۵

12Al-Bukhari, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2823

البخاری، صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث: ۲۸۲۳

13 Bulgari, *Aṣar e Ḥāẓir me Nawjawāno kī Dhimmadāriyān*, p. 24

بلغاری، عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں، ص: ۲۴

14 Al-Bukhari, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 3702

البخاری، صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۷۰۲

15Al-Bukhari, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 4469

البخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۴۶۹

16 Muhammad Ismail Rehan, *Tārīkh Ummat-e-Muslimah* (Karachi: Al-Mudhhil Publishers), p. 388

محمد اسماعیل ریحان، تاریخ امت مسلمہ، المذھل پبلشرز، کراچی، ص: ۳۸۸

17 Al-Bukhari, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 5066

البخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۵۰۶۶

[18] Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa, *Jāmi' Al-Tirmidhī*, (Lahore: Nu'mānī Kutub Khānah, 2012), Ḥadīth # 2499

الترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 2012ء، رقم الحدیث: ۲۴۹۹

[19] Muhammad bin Salamah Quda'i, *Musnad Al-Shahāb,* (Lahore: Shabbir Brothers, June 2016), p. 152

محمد بن سلامہ قضاعی، مسند شہاب، شبیر برادرز، لاہور، جون 2016ء، ص: ۱۵۲

[20] Abu Dawud, Sulayman bin Al Ash'ath, *Al-Sunan*, (Lahore: Maktabah Dār Al-Islām, 1428 AH), Ḥadīth # 4833

ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، مکتبہ دار الاسلام، لاہور، 1428ھ، رقم الحدیث: ۴۸۳۳

[21] Al-Bukhari, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 5534

البخاری، صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، رقم الحدیث: ۵۵۳۴

[22] Ashraf Ali Thanwi, *Ḥayātul Muslimīn*, (Karachi: Al-Bushra Welfare and Educational Trust, 2019), p. 43

اشرف علی تھانوی، حیاۃ المسلمین، البشری ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ، کراچی، 2019ء، ص: ۴۳

[23] Shaikh Muhammad bin Salih al-Uthaymayn, *Mushkilāt al-Shabāb*, translated by: Abu Saad Waseem Usman Madani, (Dār Al-Taqwā), pp. 28-35

محمد بن صالح العثیمین، من مشکلات الشباب، مترجم: ابو سعد وسیم عثمان المدنی، دار التقوی، ص: ۲۸-۳۵